ہ حاجت روائے دلِ مفلساں تھی — حقیقت تو یہ ہے وہ جانِ جہاں تھی
ہ مصدر تھی مخزن تھی علم و ہنر کی — لیاقت رگ و پے میں اُسکے بھری تھی
ہ موجد تھی تہذیب و شائستگی کی — شرافت کی اخلاق کی راستی کی
دم ڈگمگانے نہ پاتے تھے اُسکے — محبت کی زنجیر سے بندھ رہے تھے
روڑوں بشر تھے مگر ایک دل تھے — اگر فرق تھے اُن میں تو قالبوں کے
نہایت ہی موزوں تھے اُسکے طریقے — نہایت ہی پکے تھے اُسکے عقیدے
لگا ہو نمیں دنیا کے وہ کھپ رہی تھی — صداقت پہ ہر شخص مفتوں تھا اُسکی
اُسی سے تھی اس باغِ عالم کی زینت — اُسی کی تھی رونق اُسی کی تھی نکہت
شجاعت میں ہمت میں مردانگی میں — سمجھ میں لیاقت میں فرزانگی میں

اُسی کا زمانے میں بجتا تھا ڈنکا
اُسی کا رہا کرتا تھا بول بالا

مگر اُسکی تمنے یہ حالت بنائی — زمانے میں توقیر اتنی گھٹائی
مٹاتے مٹاتے یہاں تک مٹائی — قیامت سے پہلے ہی کردی صفائی
اُسے جیتے جی کردیا تمنے مردہ — بھلا کچھ ٹھکانہ ہے اِن غفلتوں کا

وہی جائدادیں تمہیں بھی ملی تھیں | جہاں بھیم و ارجن کی نالیں گڑی تھیں

اسی سرزمیں پر تم آکر بسے تھے
جہاں سینکڑوں مہرشی تپ پہ رہتے تھے

ہر اک بھولے بھٹکوں کے تم رہنما تھے | زمانے کی مشکل کے مشکل کشا تھے

مرض جسقدر مہلک و لا دوا تھے | انہیں دور کرنے میں دستِ شفا تھے

تم اس آسماں کے ہو روشن ستارے | تم اس باپ کے پتر ہو اسکے پیارے

تم اس ماں کے بیٹے ہو اسکے دلارے | ہری کرشن تھے جنکی آنکھوں کے تارے

اسی گھر میں نالیں گڑی ہیں تمہاری | کہ پیدا ہوئے جس میں بانکے بہاری

تمہیں بھی اسی ماں نے گھٹی پلائی | فدا جسکے چرنوں پہ تھی کبریائی

اسی گود میں تم بھی کھیلے ہو بھائی | جہاں کھیلتی تھی مجسم خدائی

اسی قوم کے تم بھی ہو رکنِ اعظم | فدا جسکے قدموں پہ تھا سارا عالم

اسی قوم کی تم بھی ہو اک نشانی
جو دنیا میں رکھتی نہ تھی اپنا ثانی

وہی قوم بھارت کی روحِ رواں تھی | وہ پشت و پناہِ دمِ بیکساں تھی

وہ حاجت روائے دلِ مفلساں تھی — حقیقت تو یہ ہے وہ جانِ جہاں تھی

وہ مصدر تھی مخزن تھی علم و ہنر کی — لیاقت رگ و پے میں اُسکے بھری تھی

وہ موجد تھی تہذیب و شائستگی کی — شرافت کی اخلاق کی راستی کی

قدم ڈگمگانے نہ پاتے تھے اُسکے — محبت کی زنجیر سے بندھ رہے تھے

کروڑوں بشر تھے مگر ایک دل تھے — اگر فرق تھے اُن میں تو قالبوں کے

نہایت ہی موزوں تھے اُسکے طریقے — نہایت ہی پکّے تھے اُسکے عقیدے

لگا ہونمیں دنیا کے وہ کھپ رہی تھی — صداقت پہ ہر شخص مفتوں تھا اُسکی

اُسی سے تھی اس باغِ عالم کی زینت — اُسی کی تھی رونق اُسی کی تھی رنگت

شجاعت میں ہمت میں مردانگی میں — سمجھ میں لیاقت میں فرزانگی میں

اُسی کا زمانے میں بجتا تھا ڈنکا
اُسی کا رہا کرتا تھا بول بالا

مگر اُسکی تمنے یہ حالت بنائی — زمانے میں توقیر اتنی گھٹائی

مٹاتے مٹاتے یہاں تک مٹائی — قیامت سے پہلے ہی کر دی صفائی

اُسے جیتے جی کر دیا تمنے مُردہ — بھلا کچھ ٹھکانہ ہے اِن غفلتوں کا

پڑھے بھارت میں جا کر ایسی جہالت
گرے سبھا کے پاتال میں یہ حماقت
کہ جیسے ہماری یہ عظمت گھٹائی
یہ ذلت دکھائی یہ درگت بنائی
کہ دُنیا میں ہیں آج جتنی بھی قومیں
نکمی یہی سمجھی جاتی ہے اُن میں
گنواروں میں ہے آج یہ قوم گنتی
جو بانی مبانی تھی علم و ہنر کی
لقب نیم وحشی کا پایا ہے اِسنے
سکھائی تھی دنیا کو تہذیب جسنے

رذیلوں سے بدتر ہے آج اسکی ہستی
شرافت کے سانچے میں جو ڈھل رہی تھی

اگر دیکھئے آپ اپنے طریقے
اگر جانچئے آپ اپنے وتیرے
تو بے ساختہ آپ رونے لگیں گے
قیامت تک آنسو نہ ہرگز تھمیں گے
مگر جانچئے گا ذرا منصفی سے
ذرا غور کیجئے مگر راستی سے
کہاں تم میں ہیں آج وہ مرد دانا
کہ جن پر فدا ہو رہا تھا زمانا
کہاں وہ سچائی کہاں وہ صفائی
کہ قُرباں تھی جس پہ ساری خدائی
کہاں ہے وہ اگلا سا جوشِ حمیت
کہ جس پر بڑا فخر کرتا تھا بھارت
کہاں ہے وہ دولت کہاں جاہ و حشمت
کہ جس پر تصدق تھی دُنیا کی ثروت

کہاں وہ دلیری کہاں وہ شجاعت
کہاں آبرو ہے کہاں وہ حکومت

کہاں ہیں وہ علم و ہنر کے خزانے
کہاں ہیں وہ شائستگی کے زمانے

کہاں وہ طریقے کہاں وہ عقیدے
کہاں وہ لیاقت کہاں وہ سلیقے

کہاں ہیں نمونے وہ انسانیت کے
کہاں ہیں شرافت کے نیکی کے پُتلے

کہاں ہیں وہ قولوں کے فعلوں کے سچے
کہاں وہ فرشتہ صفت پاک بندے

کہاں بھائیوں میں وفاداریاں ہیں
کہاں دوستوں میں غمگساریاں ہیں

وہ اپنے بزرگوں کی گاڑھی کمائی
کہاں تُم نے بے سوچے سمجھے گنوائی

کہاں ہے تمہاری وہ ذاتی طبیعت
کہاں کھوئے بیٹھے ہو وہ پاک طینت

خدا جانے کس دُھن میں تم لگ رہے ہو
نہ معلوم تم کیا سے کیا بن گئے ہو

نہ آپسمیں تمکو محبت کسی سے
نہ شفقت کسی سے نہ اُلفت کسی سے

نہ رکھتے ہو سچی رفاقت کسی سے
برتتے نہیں ہو شرافت کسی سے

جلا تن مزاج ایسا پایا ہے تُم نے
طبیعت کو ایسا بنایا ہے تُم نے

نہیں دیکھ سکتے لیاقت کسی کی
بزرگی کسی کی شرافت کسی کی

اگر اپنے بھائی کی سن لو بھلائی
اگر ہو رہی ہو کچھ اسکی بڑائی

تو جل اُٹھے گی آگ دلمیں حسد کی
کلیجے میں بھٹی دہکنے لگے گی

وہ دُنیا میں جبتک کہ زندہ رہیگا
عروج اُسکا جبتک کہ بڑھتا رہیگا

تم اِس غم میں دن رات گُھلتے رہوگے
اِسی فکر میں مارے مارے پھروگے

کہ دُنیا اُسے نیست و نابود کردے
اجل اُسکا پیمانہ عُمر بھردے

وہ دُنیا میں ہو خواہ کتنا ہی نامی
وہ ہو قوم کا خواہ کتنا ہی حامی

مگر اُسکے ہیں خون کے یہ تو پیاسے
پڑے بھاڑ میں قوم اُنکی بلا سے

کسی بات کا شوق تمکو نہیں ہے
کسی بات کا ذوق تمکو نہیں ہے

بُرائی کے سُننے کا ہے تمکو چسکا
تمہیں ہے فقط عیب جوئی کا لپکا

اُڑاتے ہو گھر بیٹھکر سب کا خاکا
یہ ساماں ہے آپکی دل لگی کا

بظاہر محبت دلوں میں کدورت
یہ ہے آپ لوگوں کا طرز رفاقت

اگر ملکے باہم کہیں بیٹھتے ہو
تو بٹہ لگاتے ہو انسانیت کو

وہ تقریر کرتے ہو تم بھائیوں سے | کہ ہو جائیں شق اُنکے سنکر کلیجے
اُٹھاتے ہو باتونکی تمہید ایسی | وہ لیتے ہو دلیں مخاطب کے چٹکی

کہ خود نیچتا یہ کہے تمسے آکے
کہ تم لوگ میرے بھی اُستاد نکلے

کسی کے ہاں گر آپ دعوت میں جائیں | تو ہر چیز ہر شئے کو ناقص بتائیں
کھلائے کوئی خواہ کیسی ہی نعمت | لٹائے کوئی خواہ کتنی ہی دولت

مگر اے حسد اے جلن تیرے صدقے
تجھے ہمنے دیکھا مذمت ہی کرتے

کوئی مشورہ تمسے گر لینے آئے | تمہاری شرافت پہ ایمان لائے
تو ایسی صلاحیں بتاؤ گے اُسکو | وہ رستے وہ راہیں سجھاؤ گے اُسکو
کہ دنیا میں ہے کونسی وہ مصیبت | بُری سے بُری کونسی ہے وہ ذلت

جو حصے میں اُس نا سمجھ کے نہ آئے
زمانے میں خاکا نہ اُسکا اُڑائے

اگر لڑ پڑے بھائی سے کوئی بھائی
تو اُمید گویا تمہاری برآئی

وہ کرتے رہو گے لگائی بجھائی
کہ ہونے نہ پائے دلوں میں صفائی

یہ برتاؤ ہیں رشتے داروں کے باہم
یہ بیوہار ہیں بھائی بندوں کے باہم

اِسی پر تو ہے یہ دعوے تمہارا
کہ ہم ہیں سری کرشن کے نام لیوا

یدھشٹر سے ملتا ہے شجرہ ہمارا
ہے بھیشم پتامہ سے رشتہ ہمارا

ہمیں بیٹے پوتے ہیں رام و لچھمن کے
ہمیں بیل بوٹے ہیں اُنکے چمن کے

ہمیں ملکِ بھارت کی روحِ رواں ہیں
ہمیں قابلِ فخرِ ہندوستاں ہیں

ہمیں دیش کی اُنتی کر رہے ہیں
ہمیں قوم پر ملک پر مر رہے ہیں

سنبھالینگے ہم ملکِ بھارت کی حالت
ہمیں ایک دن اسکی بدلینگے قسمت

مرے بھائیو ڈوب مرنے کی جا ہے
مرے دوستو تمکو ہو کیا گیا ہے

نہ تعلیم پانے پہ مائل طبیعت
نہ صنعت کے حامی نہ شوقِ زراعت

پڑھے لکھے کتنے ہیں تم میں یہ جانچو
سمجھدار کتنے ہیں اُنمیں یہ پرکھو

اگر آپ فی لاکھ اوسط لگائیں
تو مشکل سے دس بیس انسان پائیں

اور انمیں بھی نکلینگے کچھ ایسے قابل
نظر آئینگے صرف اتنے ہی فاضل

کہ جنکی سمجھ اور عقیدے ہوں ایسے
کہ جو بات سُن لیں وہی مان لینگے

اگر کوئی کہدے کہ اک مہرشی نے
فلاں وقت میں اُس بزرگ آدمی نے

ہمالے کے پربت کو مٹھی میں لیکر
دیا گیند کی طرح پھینک آسمان پر

تو یہ سیدھے سادے پڑھے لکھے اُزبک
سمجھ لینگے ہاں یہ ہوا ہوگا بیشک

انہیں پر نہیں ختم ہے قابلیت
ابھی اور بھی لوگ ہیں بالیاقت

جنھوں نے کہ حالت نہ اپنی سُدھاری
نہ تحصیل کی علم سے بُردباری

نہ شائستگی اُنکی باتوں سے ظاہر
نہ انسانیت اُنکے کاموں سے ظاہر

نہ پڑھ لکھ کے کیریکٹر اپنا بنایا
نہ تعلیم کا کوئی جوہر دکھایا

طبیعت میں ناواجبیت ہے اتنی
کہ دل سے نہیں قدر کرتے کسی کی

نہ عالم کو عالم سے سچی محبت
نہ ہے اہلکار اہلکاروں میں اُلفت

نہ ویدوں حکیموں میں باہم رسائی
نہ ہے پنڈتوں کے دلوں میں صفائی

وکیلوں وکیلوں میں چخ چل رہی ہے
مدرّس مدرّس کی بگڑی ہوئی ہے

پڑے عقل پر انکی کچھ ایسے پتھر
نہیں جانتے کام کرنا یہ ملکر

یہ برتاؤ ہوں جنکے آپسمیں جاری
کرینگے وہ غیروں کی کیا غمگساری

خدا کام انسے کسی کو نہ ڈالے
الٰہی نہ کوئی پڑے انکے پالے

یہ جس سلسلے میں ہیں جس جا میں نوکر
بپا کر رکھا ہے وہاں ایک محشر

یہ چھریاں لئے بیٹھے ہیں بھائیوں پر
کمیلوں سے بھی انکے بدتر ہیں دفتر

وہاں جانور کاٹتا ہے قصائی
یہاں ذبح کرتا ہے بھائی کو بھائی

کچہری میں فرضی مقدمے بنا کر
شریفوں پہ الزام جھوٹے لگا کر

حسد اور تعصب سے مجبور ہو کر
لٹکوا دئے سینکڑوں پھانسیوں پر

یہ ہیں ملک بھارت کا دم بھرنے والے
یہ ہیں قوم کے نام پر مرنے والے

اور اس لطف کو بھی ذرا دیکھئے گا
ذرا غور اس بات پر کیجئے گا

کہ ہر شخص کو ہے یہی ایک شکوہ
کہ کتنا برا آگیا ہے زمانہ

کوئی دوست سچا نہیں ہے کسی کا
کسی پر نہ دنیا میں رکھنا بھروسہ

مگر یہ نہیں کوئی دل میں سمجھتا ۔ کہ بیچاری دنیا پہ الزام ہے کیا
یہ کانٹے [illegible] ہی بوئے ہوئے ہیں ۔ ہمیں اسکے بانی مبانی بنے ہیں

اگر صاف ہو قلب بالکل ہمارا
تو دنیا کے ہم ہیں ہماری ہے دنیا

اگر ناز ہو دستکاری پہ تمکو ۔ تو وہ شئے بتاؤ جو ایجاد کی ہو
بنایا کوئی ریل گاڑی کا انجن ۔ بنایا کوئی گیس رکھنے کا برتن
ہوا سے کوئی کام اپنا نکالا ۔ کوئی اپنا بجلی سے مطلب بنایا
ہوائی جہاز آپ نے بھی اڑائے ۔ یا کنکوے ہی زندگی بھر اڑائے
کوئی کام سورج کی گرمی سے لو گے ۔ یا لو کے تھپیڑے ہی کھاتے رہو گے
یا اس شوق میں سر کھپاتے رہو گے ۔ اسی چاؤ میں مارے مارے پھرو گے
کہ سادھو کہیں کوئی مل جائے ایسا ۔ بتا جائے نسخہ ہمیں کیمیا کا
یا سرمہ کہیں ہاتھ لگ جائے ایسا ۔ اگر چودہ طبق ہم پہ کر دے ہویدا

طلائی محل اپنے تیار کریں
زمانے کی دولت سے گھر اپنے بھر لیں

اب اپنے بنج اور بیوپار دیکھو | تجارت کے ہاٹ اور بازار دیکھو

کہاں لکھ پتی سیٹھ رہتے ہیں لو لو | ذرا خوب آنکھونکو مل مل کے کھولو

ذرا آج اُن ساہوکاروں کو دیکھو | تجارت پہ دولت پہ قدرت تھی جنکو

برستا تھا جنکی دوکانوں پہ سونا | وہاں روٹیوں تک کا ہے آج رونا

اندھا دُھند سودونمیں سٹّونمیں پھنسکر | نہ اک تار باقی رکھا تن بدن پر

اور اب اپنی تقدیر کو رو رہے ہیں | مقدّر کو بیٹھے ہوئے جھینکتے ہیں

جہالت کا ہے ہر طرف دور دورا
جدھر دیکھئے ہے اک اندھیر کھاتا

بہت سے ہیں دوکاندار اسطرح کے | کہ بہتر ہیں اُنسے کہیں جیب کترے

تمنّا یہ رہتی ہے ہر وقت اُنکی | جھپٹ لیں کسی طرح گاہک کی پگڑی

نہ مول اُنکا واجب نہ چیز اُنکی اچھّی | نہ تول اُنکی پوری نہ بات اُنکی سچّی

جہاں ساہوکاروں کے ہوں یہ طریقہ
تجارت وہاں کی نہ کسطرح ڈوبے

اگر کاشتکاری کا رکھتے ہو دعوےٰ | تو فرمائیے اُس میں پیدا کیا کیا

یہ پیشہ تھا گو سارے پیشوں سے بڑھکر
کوئی کام کھاتا نہ تھا اِس سے لگا

مگر آپ لوگوں نے اِسکو بھی کھویا
جہالت میں پھنسکر اسے بھی ڈبویا

اُصولِ زراعت نہیں جانتے ہو
نہ حالت زمینوں کی پہچانتے ہو

تمہیں اتنا بھی تو نہیں ہے سلیقہ
کہ ہو کھات کس طرح کا بیج کیسا

یہ مانا کہ کرتے ہو دن بھر مشقت
یہ سچ ہے کہ تم خوب کرتے ہو محنت

مگر پھر بھی مقروض ہو پھر بھی ننگے
برس دن میں دن بھی نہیں کرتے ہو ناغے

نہیں چک سکا تم بھی بنئے کا کھاتا
سبب آپ لوگوں نے کچھ اِسکا سمجھا

یہ ہے آپ ہی کی سمجھ کا نتیجہ
یہ ہے آپ ہی کی جہالت کا ثمرہ

محاسب ہوں دُنیا میں جب آپ جیسے
تو پھر قرض کسطرح بنئے کا سُلجھے

اگرچہ وہ تمسے بہت لے چکا ہے
مگر پھر بھی کھاتے میں باقی دھرا ہے

تمہیں اچھی طرح سے وہ جانتا ہے
تمہاری لیاقت کو پہچانتا ہے

چکاتے رہو عمر بھر قرض اُسکا
مگر وہ نہ ہرگز کبھی چک سکیگا

پھنسا انکے پھندے میں تم سا جو آکر
تو بس رہ گیا وہ وہیں پھڑپھڑا کر

مگر تم نے کیوں جی کبھی یہ بھی سوچا
کہ ہے سب سے افضل یہ پیشہ ہمارا

یہی سب کو دیتا ہے روٹی کما کر
زمانہ ہے قائم اِسی کی بنا پر

اور ہم باوجودیکہ ہیں اِسکے بانی
مگر یوں بسر کرتے ہیں زندگانی

کہ ہمکو نہ روٹی ملی پیٹ بھر کر
نہ اچھا سا کپڑا ہی آیا میسر

نہ ہے چار پیسے کا گھر میں سہارا
نہ برتن نہ بھانڈا نہ کل کا گزارا

ہمارا بھی ہے کوئی جینے میں جینا
کہ چوٹی سے ایڑی تک اپنا پسینا

بہاتے بہاتے کٹی عمر ساری
کسی نے مگر کی نہ پرسش ہماری

مگر یہ تو کہئے قصور اس میں کس کا
اگر غور سے دیکھئے تو تمہارا

نہ جب تک کہ تعلیم حاصل کروگے
اِسی طرح پل پل کے مرتے رہوگے

کسی کو دیا تم پر آتی نہیں ہے
بجز علم کے کوئی ساتھی نہیں ہے

اِسی کی ہے دُنیا میں فرمانروائی
اِسی کے ہے قبضے میں ساری خدائی

کبھی یہ اگر کوئی شادی رچائیں
تو بیچاری انسانیت کو رُلائیں

یہ اسطرح رسموں میں جکڑے ہوئے ہیں | وہ عادات و اخلاق بگڑے ہوئے ہیں
کہ یہ بھی نہیں ذہن میں انکے آتا | کہ تہذیب ہے نام کس جانور کا
گھروں میں اگر بیٹھے انکو سُنئے | تو پھٹ جائینگے دونوں کانوں کے پردے
مگر اِن کو دیکھو مگن ہو رہے ہیں | مُسرت سے جامے میں پھولے ہوئے ہیں
اُمنگتے ہیں دِل اِنکے مارے خوشی کے | کہ یہ فن دِکھایا ہے براتا نے
یونہیں آئے دن گالیاں کھاتے کھاتے | انہیں نیچ باتوں کو سُنتے سُناتے
یہ اسطرح کے بے حیا بن گئے ہیں | شرافت سے کوسوں الگ جا پڑے ہیں
اور اُسپر بھی ہے آدمیت کا دعوے | انہیں فخر ہے اپنی انسانیت کا
کوئی رشتے دار انکی شادی میں آئے | تو اسطرح کی گالیاں سُنکے جائے
کہ اُسکے بزرگوں کی بھی پاک روحیں | تڑپنے لگینگی بہشت بریں میں

وہ روئیں گی لائق سپوتوں کو اپنے
کہ یہ رہ گئے نام لیوا ہمارے

یہ کرتے ہو تم میہمانوں کی عزت | یہ کرتے ہو تم رشتے داروں کی حرمت

یہ تعلیم دی ہے بہو بیٹیوں کو
خدا جانے تم کسطرح جی رہے ہو

براتیں اگر لے کے جاتا تو ایسی
کہ لٹ جائے برباد ہو جائے سمدھی

براتی اگر دیکھے تو وہ ایسے
وہ آفت کے پتلے وہ فتنے غضب کے

تمنا یہ رہتی ہے اُس وقت اُنکی
کہ اُفتاد آکر پڑے کوئی ایسی

لڑائی ٹھنے اسطرح سمدھیوں میں
کہ دال اُنکی بٹنے لگے جوتیوں میں

رسد پہ یہ گرتے ہیں اسطرح ہاکر
کہ ٹڈی پڑے جسطرح کھیتوں پر

جو دشمن سے کرتا ہے برتاؤ دشمن
مسافر پہ جو ظلم کرتا ہے رہزن

یہ اپنوں پہ کرتے ہیں ظالم ہلاکو
یہ عزت کے خواہاں یہ حرمت کے لاگو

براتی ہیں یہ ـ یہ ہیں بھائی برادر
یہ تشریف لائے ہیں ہمدرد بن کر

اور اُسپر بھی یہ قابلیت تو دیکھو
ذرا یہ سمجھ یہ لیاقت تو دیکھو

کہ خود جانچ کرتے نہیں اسقدر بھی
کہ بر کسطرح کا ہے بیٹی ہے کیسی

چلن اُنکے کیسے طریقے ہیں کیسے
لیاقت ہے کیسی سلیقے ہیں کیسے

فقط کہتے سُننے پر اک ایلچی کے
یونہیں باندھ دیتے ہیں بچوں کے رشتے

اسی قابلیت کا ہے نتیجہ — کہ اکثر گھروں میں ہے جسکا ظہورا
کہیں ساس ہے اک غضب کی لڑاکا — کہیں پر نند ہے قیامت کی فتنہ
کہیں ایسی پھوہڑ بہو آمری ہے — کہ گھر بھر میں بدرونقی چھا رہی ہے

کوئی ایسے شوہر کے پلے بندھی ہے
کہ دن رات رو رو کے سر دھن رہی ہے

کبھی انکے مولی کے جلسے تو دیکھو — وہ بٹہ لگایا ہے شائستگی کو
کہ کوئی شریف آدمی اپنے گھر سے — نکلتا نہیں ان رذیلوں کے ڈر سے
دوالی پہ یہ خوف رہتا ہے طاری — کہ چوری نہ کر جائیں ہار بچواری
زمانے میں معیوب ہیں جتنی باتیں — وہ موجود ساری ہیں انکے گھروں میں

ترقی کی دشمن تنزل کی ساتھی
اگر قوم ہے کوئی تو یہ ہماری

گئے ہیں کبھی آپ جمنا نہانے — سنے ہیں وہاں بھائی بندوں کے گانے
خرافات بکتے ہیں سرکو نہ کتنی — خجل ہو جاتی ہیں بے شرمیاں بھی

یہ ہے بے ترحم کی قدر انکے دلوں میں
نہ جانے یہ ہیں لوگ کس ہندوؤں میں

وہ بیٹی کہ انمول تھی جسکی قیمت
اُسے اپنے بیہودہ کانوں سے بھر کے
وہ توقیر ان صاحبوں نے گھٹائی
لگاتا نہیں آج مُنہ کوئی اُسکو

تصدق تھی جسپر زمانے کی حشمت
الم نشرح سارے زمانے میں کر کے
نگاہوں سے عظمت وہ اُسکی گرائی
وہ اب ایک پیسے کی بکتی ہے دو دو

یہ چمکائینگے ملکِ بھارت کی قسمت
ملیگی انہیں جب عنانِ حکومت

اگر راستی پر کوئی انکو لائے
سمجھاوینگی گر کوئی بنیاد ڈالے
تو یہ اُسکو سمجھینگے دشمن سے بد تر
ریاکار اُسکو بتائے گا کوئی
بتائے گا آدھا مُسلمان کوئی
کہے گا کوئی یہ بڑا چالباز ہے
یہ مکار ہے اسکے دم میں نہ آنا
کسی دن یہ تمکو ڈبو کر رہے گا

ترقی کی گر کوئی راہیں سُجھائیں
جو صورت کوئی بہتری کی نکالے
لگائینگے ناواجب الزام اُسپر
خیانت کی تہمت لگائیگا کوئی
بتائے گا پورا کرسٹان کوئی
نہ معلوم کس دھن میں لگ رہا ہے
کہیں جال میں اسکے تم پھنس نہ جانا
تمہیں دین و دنیا سے کھو کر رہیگا

کرینگے غرض اُسکی اِتنی خرابی
بنائی تھی بندر نے جو گت بئے کی

کہاں ہو تم اے قوم کے نونہالو — اُٹھو دیش کی لاج رکھ لینے والو
نفاق و حسد کو مٹا دینے والو — ہر اِک دل کو اپنا بنا لینے والو
لو اُٹھو ذرا بھائیوں کو سنبھالو — جہالت کو اُنکے گھروں سے نکالو
اُترتا نہیں قرض اُنکے سروں سے — نہیں ٹلتا ادبار اُنکے گھروں سے
تجارت نے منہ موڑ رکھا ہے اُن سے — زراعت کراتی ہے دن رات فاقے
طبیعت نہیں دستکاری پہ مائل — نہ پیشِ نظر نوکری کے وسائل
کسی پہ نہیں ہے کسی کو بھروسہ — بُری طرح بگڑا ہے آوے کا آوہ
نہیں کوئی دُنیا میں غمخوار اُنکا — طرفدار اُنکا مددگار اُنکا
بچاؤ اُنہیں وہ دبے جا رہے ہیں — لُٹے جا رہے ہیں مٹے جا رہے ہیں
کہاں تک وہ فاقے پہ فاقے کرینگے — کہاں تک وہ دنیا میں ننگے پھرینگے

سہینگے وہ اِن آفتوں کو کہاں تک
اُٹھائینگے اِن زحمتوں کو کہاں تک

بچانا اگر قوم کو چاہتے ہو — تو اُٹھ بیٹھو اُے ملک کے خیرخواہو

اُٹھو ناخدا اُو یہ کشتی سنبھالو — مصیبت کے چکر سے اِسکو نکالو

ذرا یہ تو دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے — تمہارا ہی خود خاتمہ ہو رہا ہے

رجسٹر تو مردم شماری کا دیکھو — کہ تم پہلے کتنے تھے اب کسقدر ہو

لُٹی جا رہی ہے تمہاری کمائی — ہٹے جا رہے ہیں تمہارے ہی بھائی

یہ وقتِ مدد ہے لو اُٹھکر بچالو — اُنہیں سینے سے دھڑکے یہ اگر لگا دو

ذرا لیعے ترقی کے اِنکو بتا دو — اِنہیں آدمیت کا جامہ پہنا دو

کدورت ہر اِک کے دلوں سے مٹا دو — محبت کے اُلفت کے دریا بہا دو

سچائی کا اپنی اثر اِتنا ڈالو — اِنہیں اپنا گرویدہ اِتنا بنا لو

کہ یہ بدگماں تجھسے ہونے نہ پائیں — ہر اِک بات پر دل سے ایمان لائیں

یہ کھیتی تمہاری اُجڑنے نہ پائے — یہ جاتی تمہاری بگڑنے نہ پائے

اگر مٹ گئی اِسکی دنیا سے ہستی

تو پھر مُردہ سمجھو تم اپنے کو خود بھی

ذرا دیکھئے اور قوموں کی حالت — کہ سایۂ فگن جن پہ رہتی ہے ثروت

جلو میں چلا کرتی ہے جنکے حشمت — غلامی میں ہر وقت حاضر ہے دولت
مزے زندگانی کے وہ لے رہی ہیں — فلک پر ترقی کے پہنچی ہوئی ہیں
شرافت کا ہے اُنکی گھر گھر میں چرچا — لیاقت کا ہے اُنکی عالم میں شہرہ
فضیلت کی دستار سر پر بندھی ہے — بزرگی فدا دمبدم ہو رہی ہے
وہ تقدیر جیتی وہ قسمت لڑی ہے — ہر اک ہنر ہی ہاتھ باندھے کھڑی ہے
زمانے کی گردش ہے قابو میں اُنکے — جدھر آپ کہئے اُدھر پھیر دینگے
سبب اُنکی بہبودیوں کا بھی سمجھے — کبھی غور دل میں کیا ہو تو کہئے
کہ اُن پر فدا کیوں ہے ساری خدائی — وہ ہے کونسی اُنمیں ایسی بڑائی
سُنیں آپ دانش ہے جو کچھ یہ سمجھا — یہ ہے علم کا ایک ادنیٰ کرشمہ
یہ ہے باہمی الفتوں کا نتیجہ — محبت کا ہے ایک چھوٹا سا ثمرہ

کرے گا جو انسان تقلید اُنکی
وہی عیش و عشرت میں اُسکے لئے بھی

رفتار زمانہ

زمانے کو دیکھو وہ ہے کسکا رہبر
وہ کیا کہہ رہا ہے سنو کان دھر کر

نہیں میں اکیلے دکیلے کا ساتھی
نہیں میں لڑاکو بشر کا سنگاتی

تعصب سے رکھتا ہوں بے حد کدورت
مجھے مذہبی جھگڑے ٹنٹوں سے نفرت

کبھی حاسدوں کو پنپنے نہ دونگا
انہیں عمر بھر جلتا بھنتا رکھونگا

نہ مونس نہ ہمدرد میں احمقوں کا
نہ ہمدم نہ غمخوار میں جاہلوں کا

تشفی مریضوں کی کرتا نہیں میں
محبت کا دم اُنکی بھرتا نہیں میں

نہ میں وہمیوں کے مرض کی دوا ہوں
نہ خبط الحواسوں کا دردآشنا ہوں

نہ رکھتا ہوں میں تنگدستوں سے اُلفت
نہ بھوکوں سے ننگوں سے مجکو محبت

دیا مجکو آتی نہیں بیکسوں پر
ترس مجکو آتا نہیں بے بسوں پر

میں اُس شخص کا ہوں مددگار وحامی
نہو گی کسی طرح کی جس میں خامی

اُسی قوم کے میں موافق رہونگا | اُسی کو میں دُنیا میں زندہ کرونگا

وہی زندگی کے مزے لے سکیگی | وہی شان و شوکت سے قائم رہیگی

طرفداریاں میں اُسی کی کرونگا | وہ جو کچھ بھی چاہیگی میں اُسکو دونگا

عنانِ حکومت اُسی کو ملے گی | اُسی کی یہ دنیا غلامی کرے گی

جو علموں کے زیور سے آراستہ ہے
فراست سے دانش سے پیراستہ ہے

نہ مانے گا گر کوئی احکام میرے | سُنے گا نہ گر کوئی پیغام میرے

تو وہ نیست و نابود ہو کر رہے گا | وجود اپنا دنیا سے کھو کر رہے گا

اگر رہ گیا سخت جاں کوئی جیتا | تو مُردوں سے بھی اُسکا بدتر ہے جینا

کریگا نہ اُسکی کوئی دستگیری | کسی کام میں چل سکیگی نہ پیری

کریگی نہ کچھ بھی مدد دستکاری | نہ دے گی کمائی اُسے کاشتکاری

نہوگی غلامی سے مطلب براری | کریگی تجارت نہ اُلفت شعاری

نہ کام آئیگی خاندانی شرافت | نہ ذاتی طبیعت نہ مصنوعی عادت

نہ آبائی دولت کو قائم رکھے گا | نہ عزت کو اپنی سنبھالے رہیگا

نہ یارانہ یاروں سے اسکا نبھے گا | نہ دشمن کی چالاکیوں سے بچے گا
نہ اسکو سچائی کا ثمرہ ملے گا | نہ ایمانداری کا بدلا ملے گا

ہر اک کام میں ہے سمجھ کی ضرورت
ہر اک بات کو چاہیئے قابلیت

دعائیں شب و روز مانگا کرے وہ | پرستش کسی کی بھی کرتا رہے وہ
کرے۔ اولیاؤں کی خدمت گزاری | رئیسوں امیروں کی درباری

مگر میں کہیں پیش چلنے نہ دونگا
میں اسکی کہیں دال گلنے نہ دونگا

خاکسار

خادمِ قوم غمبھوویال وآتش سول جج جھالراپاٹن

(راجپوتانہ)

یکم جولائی سنہ ۱۹۲۶ء

اعلان

کلیات دانش چھپ گیا ہے۔ دانش صاحب کے کلام کیلئے کسی ریویو کی ضرورت نہیں ہے ناظرین اس قومی نظم کے ملاحظہ سے آپکے کلام کا خود اندازہ فرما سکتے ہیں آپ کے کلام کی بندش۔ زبان کی سلاست۔ طبیعت کی روانی۔ جدت طبع کی خوشبو شہرت عام بنکر ملک میں پھیلنی شروع ہوگئی ہے۔ ہندوستان کی اُن نامی گرامی صاحبان نے جو آج ادبی دنیا میں آفتاب عالمتاب بنکر چمک رہے ہیں آپکے کلام کی بیحد قدر فرمائی ہے یہانتک کہ ملک الشعرا کا وہ ممتاز خطاب جو خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق کے بعد ہندوستان میں آج تک کسی شاعر کو نصیب نہ ہوا تھا وہ حضرت دانش کی خداداد قابلیت نے دیا اور اُس عالی منزلت مخزن علوم و فنون والئی ریاست جھالاواڑ کی قدردانی نے دیا جسکی فضیلت کا ڈنکا آج ہندوستان اور یورپ کے بہت بڑے حصہ میں بجرہا ہے

کلیات دانش کی قیمت علاوہ محصولڈاک کے دو روپیہ ہے۔ اس کلیات میں قابل قدر والئی جھالاواڑ و ملک الشعرا کی تصویریں بھی لگائی گئی ہیں اگر اس جوہر گرانبہا کی خریداری منظور ہو تو ذیل کے پتہ سے منگائیے۔ یا مصنف صاحب سے بالا بالا طلب فرمائیے

منیجر سنٹرل جیل پریس ریاست جھالاواڑ (راجپوتانہ)